کیا مدینے کی ریاست سیکولر ریاست تھی؟

مجیب: ابو احمد محمد انس رضا عطاری
مصدق: مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: Lhr-12698
تاریخ اجراء: 13 شعبان المعظم 1445ھ 24 فروری 2024ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ سیکولر طبقہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ بات مشہور کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں آپ علیہ الصلوۃ و السلام نے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا تھا، جس کی بنیاد مذہب نہیں تھی۔ اس دعوے کی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینے کی تمام اَقوام و مذاہب کے ساتھ میثاقِ مدینہ کیا تھا، جس کے مطابق ہر شخص کو مذہبی و معاشرتی آزادی حاصل تھی اور ریاست کا تحفظ و دفاع تمام فریقوں کے لئے یکساں لازم تھا اور یہی سیکولرازم اور ملٹی کلچرازم کی اصل روح ہے۔ مطلب یہ کہ سیکولر لوگ میثاق مدینہ کو سیکولر ریاست قرار دیتے ہیں۔ شرع اس حوالے سے کیا کہتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مدینے کی ریاست کو سیکولر وہی شخص کہہ سکتا ہے جسے نہ اسلامی تاریخ و تعلیمات کا علم ہے اور نہ ہی سیکولرازم کے معنی معلوم ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ و السلام وہ ہستی ہیں جنہوں نے اسلام کے علاوہ بقیہ اَدیان کو باطل قرار دے کر توحید کی شمع جلائی؛ جس کے سبب آپ کے کئی قریبی لوگ آپ کے مخالف ہوگئے، آپ کے صحابہ کرام نے اس دعوت پر کثیر آزمائشیں برداشت کیں، یہاں تک کہ اس توحیدی دعوت پر اپنا وطن مکہ بھی چھوڑ دیا اور مدینہ ہجرت کی۔ اگر معاذ اللہ سیکولر ریاست ہی بنانا مقصد تھا، تو پھر مکہ ہی میں رہ کر یہ سب ہو سکتا تھا اور مشرکین سردار بھی یہی چاہتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے معبودوں کو بُرا نہ کہیں۔ قرآنی آیات شرک و مشرکین کی مذمت پر موجود ہیں اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیر مسلموں سے بیزاری ثابت ہے کہ ان سے مدد نہ لی اور وصال کے قریب مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکالنے کا حکم دیا، بلکہ خود غزوہ میں شریک ہو کر یہودیوں کو مدینہ سے نکالا۔

قرآن پاک میں ہے: ﴿وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے، تو تم سب ایک سے ہو جاؤ، تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ نہ مددگار۔

تفسیر صراط الجنان میں ہے: "{ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا: **وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ جیسے وہ کافر ہوئے کاش کہ تم بھی ویسے ہی کافر ہو جاؤ۔**} اس سے پہلی آیات میں منافقوں کی اپنی سرکشی کا بیان ہوا اور اس آیت میں ان کے کفر و سرکشی میں حد سے بڑھنے کا بیان ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! جو منافق ایمان چھوڑ کر کفر و ارتداد کی طرف پلٹ گئے وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ جیسے وہ کافر ہوئے کاش کہ تم بھی ویسے ہی کافر ہو جاؤ پھر تم سب کفر میں ایک جیسے ہو جاؤ اور جب ان کا یہ حال ہے تو تم ان میں سے کسی کو اس وقت تک اپنا دوست نہ بناؤ جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہ کریں اور اِس سے اُن کے ایمان کا ثبوت نہ مل جائے کہ ان کا ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی رضا کے لئے ہے کسی دنیوی مقصد کے لئے نہیں ہے، پھر اگر وہ ہجرت کرنے سے منہ پھیریں اور کفر پر قائم رہنے کو اختیار کریں تو اے مسلمانو! تم انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور اگر وہ تمہاری دوستی کا دعویٰ کریں اور دشمنوں کے خلاف تمہاری مدد کے لیے تیار ہوں تو ان کی مدد نہ قبول کرو کیونکہ یہ بھی دشمن ہیں۔

آیت "وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ" سے معلوم ہونے والے احکام:

اس آیت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(1) دوسرے کو کافر کرنے کی کوشش کرنا کفر ہے۔

(2) کافر، مرتد، بدمذہب کو دوست بنانا اور ان سے دلی محبت رکھنا حرام ہے اگرچہ وہ کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان کہتا ہو جیسے اُس زمانے کے منافق تھے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: کفار اور مشرکین سے اتحاد و وداد حرامِ قطعی ہے قرآنِ عظیم کی نُصوص اُس کی تحریم سے گونج رہے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اتنا کافی ہے کہ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ: واحد قہار فرماتا ہے کہ تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ بے شک انہیں میں سے ہے۔

(3) دینی امور میں مشرک سے مدد نہ لی جائے۔ حضرت ابو حُمید ساعدی رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم

صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "ہم مشرکین سے مدد نہیں لیں گے۔" (صراط الجنان، جلد2، صفحہ269، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "أخرجوا المشركين من جزيرة العرب" ترجمہ: مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ (صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب: هل يستشفع الى اهل الذمة ومعاملتهم؟، جلد4، صفحہ69، دار طوق النجاة، مصر)

تیسیر المقاصد علامہ شرنبلالی پھر در مختار میں ہے "يمنعون من استيطان مكة والمدينة لانهما من ارض العرب قال صلى الله تعالى عليه وسلم لا يجتمع فى ارض العرب دينان ولو دخل لتجارة جاز ولا يطيل" ترجمہ: مکۃ المکرمہ اور مدینہ طیبہ کو انہیں وطن بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ یہ دونوں شہر ارضِ عرب ہیں، حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: زمینِ عرب میں دو دین جمع نہیں ہوسکتے۔ اگر تجارت کے لئے داخل ہو تو جائز ہے لیکن طویل مدت نہ رہے۔ (درمختار، کتاب الجهاد، صفحہ342، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سیکولر و لبرل میثاقِ مدینہ کے مقاصد کو نظر انداز کرنے کے ساتھ ساتھ ریاست مدینہ کے درج ذیل حقائق کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں:

☆ ریاست کی سیادت و قیادت نیز تمام جھگڑوں کی صورت میں حتمی فیصلے کا تاحیات اختیار حضور ﷺ کے ہاتھ میں تھا اور یہ فیصلہ معاہدہ کے فریقوں کے مشوروں یا ووٹ سے عمل میں نہیں آیا تھا۔

☆ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی خلیفہ کے چناؤ کے مسئلے پر نہ تو کسی غیر مسلم سے مشورہ یا ووٹ مانگا گیا اور نہ ہی ان کے کسی امیدوار کو اس منصب کے لئے زیرِ غور لایا گیا۔

☆ خلیفہ تو دور کسی غیر مسلم کو کسی صوبے کا گورنر یا والی وغیرہ بھی نہیں بنایا گیا اور نہ ہی انہیں کسی قسم کا کوئی اہم فیصلہ کن انتظامی نوعیت کا منصب دیا گیا۔

☆ پھر جب مختلف غزوات کے موقع پر یہودیوں نے معاہدے کی روگردانی کی تو آپ ﷺ نے ان کے خلاف کاروائی کی اجازت لینے کے لئے کسی اسمبلی کے سامنے مسئلہ پیش نہیں کیا تھا، بلکہ اپنے ایماء پر یا تو انہیں مدینہ سے نکال باہر کیا یا پھر جہنم واصل کر دیا۔ آخر کس جمہوری سیکولر ریاست میں ایسا کرنا ممکن ہے کہ ریاست کا والی اپنے ایماء پر سٹیزنز کے قتلِ عام یا ان کے انخلاء کا فیصلہ کر لے۔

☆ مدینہ کی ریاست میں ایسے اسلامی احکامات کا اجراء ہوتا تھا جس کا تعلق افراد کے گروہ سے ہے، مثلاً سود لینا اور دینا حرام تھا، جرائم پر حدود کا نفاذ ہوتا تھا (حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ پر حدِ زنا کا اجراء مدینے ہی میں ہوا تھا)، وغیرہ وغیرہ۔

☆ حقیقت یہ ہے کہ میثاقِ مدینہ ایک دفاعی اور انتظامی نوعیت کا معاہدہ تھا جس کا مقصد ابتدائی دور میں مسلمانوں کی عسکری قوت کم ہونے کی بنا پر مدینے کی ریاست کو کفار سے بچانے کے لئے دوسری اقوام کو بھی اس دفاع میں شامل کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بیرونی غزوے (جیسے غزوہءِ تبوک) کے موقع پر مسلمانوں کے علاوہ کسی دوسرے فریق کے لئے اس میں شرکت کرنا لازم نہ ہوتی تھی، اور نہ ہی غزوے کی مہم جوئی شروع کرنے سے پہلے ان فریقین کی رائے یا اجازت لی جاتی تھی کہ ایسا کریں یا نہ کریں۔ ظاہر سی بات ہے کہ روم جیسی طاقتور ریاست سے رسہ کشی کا مطلب مدینہ کو خطرات سے دوچار کرنے کے مترادف تھا اور بالفرض اگر مدینہ ایک جمہوری ریاست ہوتا جہاں تمام اقوام کو برابر حقوق حاصل ہوتے تو ان اقوام کو مسلمانوں کے اس فیصلے پر یقیناً اعتراض ہوتا، کہ تم لوگوں کے اس عمل سے ہمارا جینا دشوار ہو جائے گا، لہٰذا ہم تمہیں ایسا کوئی کام کرنے کی اجازت نہیں دیں گے جس سے مدینے کی سالمیت کو خطرہ ہو وغیرہ۔

☆ نتیجے کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ مدینہ کی ریاست قائم ہونے کے بعد رفتہ رفتہ اسلامی حکومت شرق و غرب میں پھیل گئی اور آسمانِ دنیا نے کفار کے حوالے سے حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون کی کیفیت کا نظارہ دیکھ لیا۔ اب بتائیے، کیا آج تک کسی جمہوری ریاست کے قیام اور بقا کے نتیجے میں مذہب کا بول بالا ہوا ہے؟ ہم یہ تو دیکھتے ہیں کہ جمہوری ممالک میں طرح طرح کے حربوں سے مذہب کو معاشرتی صف بندی سے خارج کر دیا جاتا ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کا دائرہ آہستہ آہستہ سکڑتا چلا جاتا ہے۔

☆ سب سے بڑی بات یہ کہ اگر اس معاہدے کے مندرجات کا کھلی آنکھوں کے ساتھ مطالعہ کر لیا جائے تو بھی اس امر میں کوئی شک نہیں رہ جاتا، کہ یہ کوئی جمہوری قسم کا معاہدہ ہرگز نہیں تھا۔ مثلاً معاہدے کے ابتدائی الفاظ اس طرح ہیں ھٰذَا کِتَاب مِنْ محمد النبی (رسول اللہ ﷺ) یہ دستاویز نبی محمد (ورسول ﷺ) کی طرف سے ہے۔ اس جملے کا ایک ایک لفظ اس معاہدے کی نوعیت کی گواہی دے رہا ہے۔ سب سے پہلے تو اس کا اندازِ بیاں ہی حاکمانہ ہے، یعنی جیسے ایک شاہی فرمان ہو، پھر یہ فرمان محمد عبد المطلب نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دیا

گیاہے اور ظاہر سی بات ہے کہ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیثیت کسی جمہوری حاکم کی نہیں کہ جسے لوگوں نے چنا ہو اور ان کے حکم سے انحراف کرنا، ممکن ہو۔(https://ilhaad.com/liberalism/madina-liberal-state/)

ان تمام حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے سیکولر و لبرل کا پھر بھی وہی بات کرنا جو سوال میں ہے، تو یہ نِری ہٹ دھرمی اور عام عوام کو گمراہ کرنے والی بات ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ سارا یورپ دارالاسلام بن گیا ہے اور دلیل یہ دے کہ وہاں ہر مسلمان کو نماز پڑھنے اور اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم